99264 ـ كيا دوسرى بيوى بننا قبول كر لے يا كہ صبر سے كام لے

سوال

ميں چاليس سالہ طلاق يافتہ ايك حسب و نسب والى عورت ہوں، ميں نے سابقہ تجربہ سے بہت سخت سبق سيكھا ہے كيونكہ اختيار ظاہر كو ديكھ ہوا نہ كہ دين و اخلاق كو، اب ميرے ليے ايك دين و اخلاق والا رشتہ آيا ہے اور لوگ بھى اسےنيك و صالح كہتے ہيں، ليكن وہ شادى شدہ ہے اور اس بيوى ہمارے خاندان كى سہيلى ہے.
اسى طرح معاشرتى طور پر بھى وہ ميرے خاندان سے كم درجہ كا شخص ہے، معاشرے كى نظر سے ميں اسے قبول كرنے سے خوفزدہ ہوں كہ اگر وہ رشتہ قبول كر لوں تو معاشرے ميں باتيں ہونگى، اور اسى طرح بيوى كى نظروں ميں بھى، ميں مصر سے تعلق ركھتى ہوں، مولانا صاحب آپ كو علم ہے كہ مصرى معاشرے ميں دوسرى بيوى كے بارہ ميں كيا نظريات ہيں.
ميں نے نماز استخارہ كے بعد راحت محسوس كى ہے اور قريب ہے كہ بھائى سے يہ رشتہ قبول كرنے كا كہہ دوں، ليكن جب معاشرے كو ديكھتى ہوں اور لوگوں كے سوالات ذہن ميں آتے ہيں كہ اپنے سے كم درجہ كے خاندان كا رشتہ كيوں قبول كيا، اور ايك بيوى اور اس كى اولاد سے كس طرح خاوند چھين ليا حالانكہ وہ ميرے خاندان كى سہيلى بھى ہے تو ميرا سينہ تنگ ہو جاتا ہے.
اس شخص نے ميرا رشتہ صرف مسلمان لڑكيوں كى عفت و عصمت محفوظ كرنے كے ليے طلب كيا ہے كسى مالى لالچ كى خاطر نہيں، خاص كر جب لڑكى نيك و صالح ہو، بلكہ وہ تو دوسروں كو بھى دوسرى شادى كى ترغيب دلاتا ہے تا كہ معاشرہ اور عورتيں عفت اختيار كريں، اس كى گواہى ميرا بھائى بھى ديتا ہے، اور پھر ميں كوئى جوان اور خوبصورت بھى نہيں كہ كوئى اور رشتہ آ جائے، وہ چھوٹى عمر كى كسى خوبصورت عورت سے بھى رشتہ كر سكتا ہے، ميرا سوال يہ ہے كہ آيا اگر ميں اس رشتہ كو ٹھكرا دوں تو كيا مجھ پر كوئى گناہ ہوگا، اور اس سلسلہ ميں آپ كى رائے كيا ہے آيا ميں يہ رشتہ قبول كر لوں يا پھر صبر كروں ہو سكتا ہے اللہ كوئى اور خاوند مہيا كر دے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

بلاشك و شبہ بہت سارے اسلامى معاشرے جن ميں مصرى معاشرہ بھى شامل ہے ايك سے زائد شادياں كرنے كو پہلى بيوى سے خيانت كى نظر سے ديكھتے ہيں، يا پھر خاوند اور دوسرى بيوى كے ليے اسے عيب تصور كيا جاتا ہے، حالانكہ اس نظريہ اور تصور كے غلط ہونے ميں كوئى شك و شبہ نہيں كيونكہ يہ نظريہ اور تصور شريعت مطہرہ كے مخالف ہے.

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی نے تو آدمی کے لیے چار بیویاں رکھنا مباح کرتے ہوئے فرمایا ہے:

تو تم کو جو عورتیں اچھی لگیں دو دو تین تین اور چار چار سے نکاح کرو النساء (3).

اور پھر کسی بھی مسلمان شخص کے لیے اللہ تعالی کے حکم پر اعتراض کرنا ہی ممکن نہیں، یا پھر اس کے لیے یہ گمان کرنا بھی جائز نہیں کہ یہ ظلم و زیادتی اور شرعی حکم غلط ہے.

اس لیے ہم آپ کے اس قول کی موافقت نہیں کرتے آپ نے کہا ہے:

" میں کس طرح ایك خاوند کو اس کی بیوی اور بچوں سے چھین سکتی ہوں "

آپ اس خاوند کو چھین نہیں رہیں، بلکہ اس شخص نے خود اپنی رضا و خوشی اور اختیار سے آپ کا رشتہ طلب کیا ہے.

پھر وہ شخص دو گھروں اور خاندانوں کا بوجھ برداشت کریگا، اور پہلی بیوی کو آپ کی وجہ سے چھوڑ تو نہیں رہا تو پھر اسے چھیننا کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟!

رہا پہلی بیوی کا نظریہ تو یہ چیز عورتوں کی فطرت میں شامل ہے عموما عورتیں اس میں غیرت کھاتی ہیں، اور عورت یہ نہیں چاہتی کہ اس کے ساتھ کوئی اور بیوی بھی شریك ہو بلکہ وہ تو چاہتی ہے کہ وہ اپنے خاوند کی اکیلی بیوی رہے.

یہ عام عورتوں میں ہی نہیں بلکہ امت کی سب سے اعلی اور افضل عورتوں امہات المومنین سے غیرت کی بنا پر اس سلسلہ میں کچھ نہ کچھ صادر ہو جایا کرتا تھا، لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے تجاوز کر جاتے.

اس طرح کے موقع پر خاوند کو حکمت سے کام لینا چاہیے تا کہ اختلافات اور جھگڑا زیادہ نہ ہو.

آپ نے دریافت کیا ہے کہ: آیا میں اس شادی کو قبول کر لوں یا کہ صبر سے کام لوں ہو سکتا ہے اللہ تعالی کوئی اور رشتہ پیدا کر دے ؟

اس سلسلہ میں ہمارا جواب اور نصیحت یہی ہے کہ: اگر آپ کو امید ہے کہ آپ کو اس سے بہتر اور اچھا رشتہ مل جائیگا تو اس رشتہ کے انکار کرنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن اگر یہ خدشہ ہو کہ عمر زیادہ ہونے اور آپ کی خصوصی وجوہات کی بنا پر اس سے بہتر رشتہ نہیں آئیگا، بلکہ اس جیسا اور رشتہ بھی نہیں ملےگا تو پھر ہماری رائے یہی ہے کہ آپ اس رشتہ کو قبول کرتے ہوئے شادی کر لیں. باقی علم تو اللہ کے پاس ہے.

اور یہ بات کہ عورت کاد وسری بیوی بننے پر راضی ہونا اور پہلی بیوی کی جانب سے کچھ تکلیف کا حصول اور اسے برداشت کرنا، اور معاشرے میں لوگوں کی باتیں سننا بغیر شادی کے رہنے سے بہت ہی زیادہ آسان ہے.

ہم اللہ سبحانہ و تعالی سے دعا گو ہیں کہ وہ آپ کے لیے خیر و بھلائی میں آسانی پیدا کرے.

واللہ اعلم .